روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعرات 19 فروری 2009ء 23 صفر 1430 ہجری 19 تبلیغ 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 40

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کے لئے موجب برکت ہوتی ہے۔ اس کا پس خوردہ اوروں کے لئے شفا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاوے گا۔ خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ فلاں مومن تو ملا تھا وہ کہے گا خداوند میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ میں مل گیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرے گا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا جہاں دنیا کے ذکر کا نام ونشان بھی نہ تھا، البتہ ذکر الٰہی آٹھوں پہر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک دنیا پرست شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کے باعث بخش دیا۔ (۔) بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش از یں کہ وہ سجدہ سے سر اٹھا دے بخش دیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو۔ کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہو گا کیا کوئی رسول ضائع ہوا؟ دنیا ناخنوں تک ان کو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ کے لئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت وجلال کا تخت نشین ہو گا۔ ایک ابوبکرؓ ہی کو دیکھو جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بے شک اول سرکش وخونی ہوتا ہے تا کہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں۔ قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 31)

مقدس بال

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی گم ہو گئی۔ بڑی تلاش کے بعد وہ ملی تو حضرت خالدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے عمرہ کے موقع پر بال کٹوائے تو لوگوں نے سر کے اطراف کے بال حاصل کر لئے اور میں نے آنحضرتؐ کی پیشانی کے بال لے لئے اور اس ٹوپی میں رکھ لئے۔ اب یہ ٹوپی ہر جنگ میں میرے ساتھ ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کی برکت سے میری مدد فرماتا ہے۔

(مستدرك حاكم كتاب معرفة الصحابه مناقب خالد بن وليد حديث نمبر 5299)

ضرورت اساتذہ

۞ نظارت تعلیم کے ادارہ ناصر ہائی سکول دارالیمن ربوہ کو انگریزی، اردو اور آرٹ کے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ایسے نوجوان جو خدمت کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں صدر محلہ کی تصدیق کروا کر فوراً جمع کروائیں۔ واقفین نو کی درخواستیں ترجیحاً زیر غور لائی جائیں گی۔

انگریزی۔ تعلیمی قابلیت ایم۔ اے، بی۔ اے، بی ایڈ
اردو۔ تعلیمی قابلیت ایم۔ اے، بی۔ اے، بی ایڈ
آرٹ۔ تعلیمی قابلیت۔ بی اے ڈپلومہ فائن آرٹس۔ تجربہ

(پرنسپل ناصر ہائی سکول دارالیمن ربوہ)

کامیابی

۞ مکرم چوہدری مظفر منیر احمد صاحب راولپنڈی تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی ثمرہ مظفر نے ایم اے فائن آرٹس میں 1200 میں سے 851 نمبر لے کر پنجاب یونیورسٹی میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب جماعت سے بچی کی مزید کامیابیوں کیلئے درخواست دعا ہے۔

ضرورت لیڈی سٹاف

۞ ادارہ نور العین ڈینٹل سرجری ربوہ میں ایک فی میل ڈینٹل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والی خواہشمند خواتین 25 فروری 2009ء تک اپنی درخواستیں انچارج نور العین دائرۃ الخدمۃ الانسانیہ (بلڈ بینک) کے نام بھجوا دیں۔ تعلیمی معیار کم از کم انٹر پاس ہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

درخواست دعا

۞ مختلف سکولوں اور کالجوں کے امتحانات شروع ہو چکے ہیں۔ اور کچھ آئندہ شروع ہوں گے احباب جماعت سے تمام احمدی طلباء و طالبات کی نمایاں کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 فروری 2009ء کو قبل از نماز ظہر بمقام بیت فضل لندن درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ سروری بیگم صاحبہ

مکرمہ سروری بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب مرحوم 7 فروری 2009ء کو کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ آپ حضرت شیخ کریم اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ دعا گو پردہ کی پابند نیک خاتون تھیں۔ جماعت سے والہانہ محبت تھی اور ہر قربانی کے لئے تیار رہتیں۔ 1953ء میں مخالفین نے گھر کو آگ لگا دی۔ دو کمسن بچوں کو لے کر سٹیشن کی طرف روانہ ہوئیں وہاں بھی مخالفین نے پیچھا کیا اور گلا دبانے کی کوشش کی لیکن آپ ثابت قدم رہیں۔ آپ کے کئی قریبی عزیزوں کو راہ مولیٰ میں شہادت کا اعزاز پانے کی توفیق ملی۔ جن میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر مبشر احمد شیخ صاحب شہید آف کراچی آپ کے بیٹے، مکرم شیخ بشیر احمد صاحب شہید داماد، مکرم شیخ رفیق احمد صاحب شہید اور مکرم شیخ سعید احمد شہید نواسے تھے۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 2 بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔

جنازہ غائب

(1) مکرم چوہدری پیر محمد صاحب

مکرم چوہدری پیر محمد صاحب واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ تحریک جدید فارم سندھ 10 نومبر 2008ء کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نیک، مخلص اور منکسر المزاج انسان تھے۔ نہایت ایماندار مشہور تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے نورنگر سندھ میں زعیم انصاراللہ اور صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بعد میں ربوہ منتقل ہو گئے۔ موصی تھے اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(2) مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ

مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم محمد اسماعیل صاحب آف چک سکندر ضلع گجرات 7 فروری 2009ء کو بعارضہ فالج لمبی علالت کے بعد CMH کھاریاں میں وفات پا گئیں۔ آپ عبادت گزار اور صابرہ و شاکرہ نیک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کے ایک بیٹے مکرم ناصر احمد صاحب 2003ء سے اسیر راہ مولیٰ ہیں جنہیں جیل میں اپنی والدہ کی میت کا دیدار کروایا گیا۔ بیٹے کی اسیری کا طبیعت پر بہت اثر تھا مگر بہادری کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور سب عزیزوں کو تسلی دیتی رہیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ سب بچے خدا کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔

(3) مکرم برادر عبدالرحمٰن صاحب

مکرم برادر عبدالرحمٰن صاحب امریکہ 3 فروری 2009ء کو 99 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ 1937ء میں بیعت کی۔ آپ کی کاوشوں سے Baltimore میں مشن ہاؤس خریدا گیا۔ آپ احمدیت کے شیدائی تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود جماعتی پروگراموں میں شرکت کرتے تھے۔

(4) مکرم ماسٹر محمد یونس صاحب

مکرم ماسٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت ناصر آباد سٹیٹ سندھ 5 فروری 2009ء کو 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ نیک، دعا گو، ملنسار اور ہر دلعزیز تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ تہجد کا بھی التزام کرتے تھے۔ نہایت صابر شاکر اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے اور خلفاء کی طرف سے جاری تحریکات اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ زعیم انصاراللہ اور اپنی جماعت کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

(5) مکرم عبدالکریم صاحب

مکرم عبدالکریم صاحب ربوہ 9 اکتوبر 2008ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نیک، مخلص اور ایماندار تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی پروگراموں میں معذور ہونے کے باوجود شوق سے شامل ہوا کرتے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم عبدالمجیب شاہد (ر) مربی سلسلہ کے والد تھے۔

(6) مکرم تنویر احمد ملک صاحب

مکرم تنویر احمد ملک صاحب دوالمیال 28 دسمبر 2008ء کو 40 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نیک، مخلص، ملنسار اور ہر ایک کے ساتھ محبت و پیار کے ساتھ پیش آتے تھے۔ غیروں میں بھی بہت اچھے تعلقات اور رابطے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ مالی قربانیوں اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ چکوال اور جماعت احمدیہ چکوال کی ضلعی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور والدہ سوگوار چھوڑی ہیں۔

جشن ایسے بھی لوگو! مناتے ہیں ہم

اشک آنکھوں میں اپنی سجائے ہوئے
دل دیا اک دعا سے جلائے ہوئے
جذبہ شکر سے سر جھکائے ہوئے
روح سجدے میں اپنی بچھاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم
نہ ہی باجا کوئی نہ کوئی ڈھول ہے
نہ ہی باتوں میں کوئی بڑا بول ہے
ہر گلی میں لئے بانسری پیار کی
گیت حمد و ثنا کے سناتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم
عمر بھر ساتھ جو کہ نبھاتے نہیں
دیپ مٹی کے ہم وہ جلاتے نہیں
روح میں جو چراغاں کرے چار سُو
دیپ ایسا لہو میں جلاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم
مال و زر چیز کیا ہے وفا کے لئے
جان حاضر ہے میرِ سپاہ کے لئے
پھول کلیوں کی کوئی ضرورت نہیں
اس کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم
دل پریشان ہے کچھ دعا کیجئے
ایک تازہ غزل ہے سُنا کیجئے
روبرو چاند کو دیکھنے کے لئے
روز کوئی بہانہ بناتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

مبارک صدیقی

(7) مکرمہ نمود سحر رفعت صاحبہ

مکرمہ نمود سحر رفعت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری طارق احمد صاحب 28 اگست 2008ء کو 31 سال کی عمر میں زچگی کے آپریشن کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ نیک مخلص، بہت با اخلاق اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

جرمن زبان میں قرآن پاک کے تراجم آغاز تا 1968ء

مکرم بشیر احمد صاحب شمس

مغربی دنیا اور اسلام کے تعلقات دراصل تین بڑے مراحل میں سے گزرے ہیں اور ہر مرحلہ کو اس کے مخصوص حالات کی بنا پر ممیّز کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

1۔ پہلا مرحلہ جبکہ یورپ کو اسلام کا علم ہوا وہ ابتدائی اسلامی فتوحات اور صلیبی جنگوں کے درمیان کا وقفہ ہے پھر پندرہویں صدی عیسوی میں عرب وسپین کی جنگ اور آخرکار یورپ کا اسلام کو روکنے کے لئے ترکوں کے مقابلہ پر آنا۔

2۔ دوسرا مرحلہ وہ ہے جب اٹھارہویں صدی کے نئے روشنی کے زمانہ میں یورپ نے اسلام کو سمجھنا شروع کیا اور قرآن کریم اسلام سیکھنے کا بڑا ذریعہ قرار پایا۔

3۔ تیسرا مرحلہ جنگ عظیم ثانی کے بعد آیا اور گزشتہ بیس سال میں واضح رنگ میں اس کا اثر ظاہر ہوا جبکہ عیسائیت نے اسلام کو اپنے برابر مذہب تسلیم کرلیا۔

ایک وقت تک تو یورپ قرآن سے نفرت کرتا رہا اور وہ خیال کرتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں اور یہ نظریہ سترہویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ پوپ Alexander 11 نے تو قرآن کریم کے شائع کرنے اور اس کا ترجمہ کرنے سے ہی منع کردیا تھا۔ اس کے باوجود جرمنی کے ایک پادری ابراھام Hinckelmann جو ہمبرگ کا باشندہ تھا، نے قرآن کریم عربی کو 1964ء میں خفیہ طور پر طبع کرنے کی کوشش کی۔ مگر جرمن زبان میں وہ اسے منتقل نہ کرسکا۔ بلکہ اس سے قبل 1085ء میں عیسائی غلبہ کے بعد جب Toledo (سپین) اسلامی تہذیب کو مختلف زبانوں میں منتقل کرنے کے لئے ترجمہ کا مرکز بنا تو وہاں سے 1143ء میں ایک شخص Robert Hermann the نے of crester Peter The کی مدد سے Dolmation venerable کے لئے لاطینی زبان میں سب سے پہلا قرآن کریم کا ترجمہ مکمل کیا۔ نیز ایک پادری جس کا نام Dominicus تھا نے 1650ء اور 1665ء کے درمیان قرآن کریم کو لاطینی زبان میں ترجمہ اور کچھ تفسیر کے ساتھ ہاتھ سے لکھا۔ اگرچہ اس نے اپنے مشرق کے قیام کے دوران عربی سیکھی تھی مگر زبان پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے وہ ترجمہ اور تفسیر صحیح رنگ میں نہ کرسکا نیز اشاعت پر پابندی ہونے کی وجہ سے یہ قرآن بھی شائع نہ ہوسکا۔

اس ترجمہ کے دوسو سال سے زیادہ گزرنے پر آخرکار 1883ء میں اسی راہب نے Dominicus کے ہاتھ کے لکھ ہوئے قرآنی ترجمہ وتفسیر کو ترجیح دی۔ اس کے علاوہ سترھویں صدی میں ہی ایک اور ترجمہ قرآن لاطینی زبان میں ہوا جو L.Marracei نے کیا اور 1721ء میں ایک شخص Christion Reinecei نے اسے شائع کیا۔ اس کے مقدمہ میں اس نے تاریخ قرآن اسلامی عقیدہ اور بعض اختلافی مسائل جو اسلام اور عیسائیت میں پائے جاتے ہیں کی طرف بھی اشارہ کیا۔

قرآن کریم کا جرمن زبان میں پہلا ترجمہ وہ ہے جو جرمن پادری سلمان Sckweigger نے کیا۔ لیکن اس نے قرآن کریم عربی سے ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی وہ عربی جانتا تھا۔ بلکہ لاطینی سے نقل کیا (کیونکہ اس سے قبل لاطینی زبان میں ترجمہ ہوچکا تھا) مگر عملاً یہ ترجمہ بھی کسی کام کا نہ تھا۔

دوسرا ترجمہ قرآن وہ ہے جو فرانسیسی زبان سے نقل کیا گیا تھا اور یہ Sckrwigger کے قریباً پون صدی بعد ایک جرمن ڈاکٹر Joharn Lange نے کیا تھا لیکن یہ ترجمہ بھی حقیقتاً گزشتہ ترجمہ سے بہتر نہ تھا۔

آخر 1772ء میں پہلی مرتبہ بالواسطہ عربی زبان میں سے جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ فرینکفرٹ کے ایک پروفیسر David Friedrich Megerlin نے کیا۔ اس کے بعد دوسرا ترجمہ 1774ء میں پادری Friedrich Eberlord Boysen نے کیا۔ یہ ترجمہ پہلے سے بہتر تھا۔ یہ دونوں تراجم کافی حد تک اسلام کے حق میں ثابت ہوئے۔ ان سے مغرب کی توجہ قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف پھری۔

ان دونوں تراجم کے بعد 1828ء میں Guntter Wall نے جرمن زبان میں تیسرا ترجمہ کیا اور اس کے ساتھ اس نے عرب اور پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھا۔

اسی طرح جرمن شاعر اور بہت بڑے مستشرق Friedrich Ruchert نے بھی ایک ترجمہ کیا۔ نیز ایک شخص Martin Klamroth نے ترتیب نزول کے لحاظ سے قران مجید کی پہلی پچاس سورتوں کا ترجمہ کیا۔

نوٹ:۔ یہ تمام تراجم جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس وقت نایاب ہیں۔

ان تراجم کے بعد انیسویں صدی کے وسط 1840ء میں Ludwig ulmann نے ترجمہ شائع کیا۔ نیز اسی صدی کے آخر پر ایک اور ترجمہ شائع ہوا جو Henning ترجمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ تراجم میں ایک اضافہ تو تھا مگر انہیں جرمنوں میں بھی کوئی زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔

اسی طرح Noldeke نولڈیکے جو جرمنی کا ایک مشہور مستشرق گزرا ہے نے ''تاریخ القرآن'' نام سے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے نشأۃِ قرآن کی تفصیل کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو جرمنی میں بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کتاب نے یورپین کو اسلام اور قرآن کے سمجھنے میں بہت مدد دی ہے۔

بیسیویں صدی میں جنگ عظیم اول اور دوم کے درمیانی عرصہ میں ایک ترجمۂ قرآن عربی متن کے ساتھ احمدیہ مشن برلن کی طرف سے شائع ہوا۔

نیز جنگ عظیم ثانی کے بعد احمدیہ مشن جرمنی و سوئٹزرلینڈ کی طرف سے عربی متن کے ساتھ ہی ایک اور ترجمۂ قرآن پیش کیا گیا جس کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔

جنگ عظیم ثانی کے بعد جرمن قوم اسلام کے بارہ میں مزید دلچسپی لینے لگی اور 1959ء میں Goldmann کے نام پر ایک ترجمہ قرآن شائع ہوا۔ اس شخص نے کوئی نیا ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ انیسویں صدی کے وسط میں شائع شدہ Ulmann ترجمہ کو ہی ذرا بہتر رنگ میں پیش کیا۔

ایک ترجمہ وہ ہے جسے Tubingen یونیورسٹی کے ایک پروفیسر Rudi Paret نے 1966ء میں شائع کیا۔ چونکہ اس شخص کو عربی زبان پر کافی عبور حاصل ہے اس لئے جرمنوں میں سے اس کا ترجمہ نسبتاً اچھا اور زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے ایک کتاب ''محمدؐ اور قرآن'' نیز جرمن عربیک ڈکشنری بھی شائع کی ہے جو کافی مقبول ہے۔ جرمنی میں شائع ہونے والے لاطینی اور جرمن زبان میں تراجم کے علاوہ ایک ترجمہ Esperanto زبان میں بھی ہوا جو فرینکفرٹ کی ایک انشورنس کمپنی کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر Italo chuissi صاحب نے کیا ہے۔ یہ صاحب اصل میں تو اٹلی کے رہنے والے تھے مگر کام کے سلسلہ میں کئی سال سے فرینکفرٹ میں مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ خاص فضل ہے کہ قرآن مجید کی برکت سے انہوں نے احمدیت کو بھی قبول کرلیا تھا۔ اس کا دیباچہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ قرآن کا کام دراصل نہایت نازک اور مشکل ہے کیونکہ ایک تو عربی زبان اتنی فصیح و بلیغ اور جامع ہے کہ اس کا مکمل رنگ میں دوسری کسی زبان میں بعینہٖ نقل کرنا آسان نہیں۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ گزشتہ زبانوں میں مسلمانوں میں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا تھا کہ قرآن کریم کا ترجمہ کرنا درست نہیں حقیقت یہ ہے کہ جرمن قوم کی ترجمۂ قرآن کے سلسلہ میں مساعی قابل قدر ہے مگر جتنے بھی ان کی طرف سے تراجم شائع ہوئے ہیں ان میں سقم موجود ہیں کیونکہ ایک تو وہ ایسے لوگوں نے کئے جو عربی زبان پر پوری مہارت نہ رکھتے تھے۔ کچھ تو تراجم سے آگے تراجم ہوئے اور کچھ بالواسطہ عربی سے بھی ہوئے۔

دوئم:۔ ترجمۂ قرآن اسی وقت بہتر رنگ اختیار کرے گا جبکہ قرآن کے ساتھ ترجمہ کرنے والے شخص کا دلی تعلق ہوگا اور اسے خدائی۔ الہامی کلام سمجھ کر آگے بنی نوع کی بہتری اور بہبود کی خاطر پیش کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ چیز جماعت احمدیہ کے ترجمۂ قرآن میں ہی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تراجم میں سے بہترین ترجمہ وہی ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدایت انسانی کے جذبہ سے پیش کیا گیا ہے۔

خدا کرے جیسا کہ جرمن قوم نے اپنے غیر دینی زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم کا بیڑا اٹھایا۔ اسی طرح آج یہ قوم قرآن مجید کا جؤا اپنی گردن پر قبول کر کے ازسرنو اس کی اشاعت کا انتظام کرے اور اس سے ان کے قلوب بھی منور ہوں اور اپنی زندگیوں کو اس کی تعلیم کے مطابق ڈھال کر فلاح دارین کے وارث ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

☆......☆......☆......☆

(بقیہ از صفحہ 4- میرے خاوند مکرم سید ناصر سعید صاحب)

خاص تعلق تھا۔ نماز فجر پر ہم اکٹھے نماز سنٹر جایا کرتے تھے۔ شاہ جی رات گئے کام سے واپس آنے کے باوجود صبح فجر پر ضرور تشریف لاتے۔ وفات سے ایک دن پہلے نماز جمعہ سے واپس آتے ہوئے راستہ میں ملے۔ آپ سائیکل پر سوار تھے اور خاکسار پیدل۔ سائیکل روک کر کچھ دیر مشایعت کی اور کہنے لگے کہ یہ بھی دوستی کا حق ہے۔ نیکی اور تقویٰ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ انتہائی عاجزی اور انکساری ان کی ذات کا حصہ تھا۔ آپ کی گفتگو کا انداز اتنا سادہ اور پُر اثر تھا کہ ہر خاص و عام کے دل پر اثر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

صدر حلقہ رحمٰن پورہ تعزیتی خط میں لکھتے ہیں کہ مرحوم نہایت صابر، شریف النفس اور خوددار انسان تھے۔ جماعت کے ساتھ اطاعت کا مادہ تھا۔ جماعتی پروگرام میں شرکت فرماتے تھے۔ انہوں نے کبھی کسی کا شکوہ نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سید ناصر سعید شاہ جی کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے افراد خانہ کو ان کی نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ یہ اشعار شاہ جی کی زبان پر ہمیشہ جاری رہتے تھے۔

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

میرے خاوند مکرم سید ناصر سعید صاحب

تحریر: بیوہ سید ناصر سعید صاحب

مکرم سید ناصر سعید صاحب ولد مکرم سید سعید احمد صاحب 23 دسمبر 1958ء کو چنیوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا مکرم سید عبدالرشید صاحب اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ ان کے نانا لیفٹیننٹ سردار نذر حسین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باڈی گارڈ رہے۔ 21/ اپریل 2007ء کو دوپہر 3 بجے تین ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔

مرحوم خوش اخلاق، خوش مزاج، خوش گفتار، دعا گو اور خدا پر توکل رکھنے والے بابرکت وجود تھے۔ ربوہ رہائش کے دوران 89-1988ء میں حلقہ گولبازار کے منتظم تحریک جدید اور سائق مقرر ہوئے۔ ستمبر 1989ء میں قائمقام زعیم بھی رہے۔ 22 تا 29 جون 1989ء کی تربیتی کلاس ربوہ میں پابندیٔ وقت کا خصوصی انعام حاصل کیا۔ سالانہ ورزشی مقابلہ جات 2003ء میں رسہ کشی میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ ہمیشہ جماعتی پروگرامز میں حصہ لیتے اور انعامات بھی حاصل کرتے۔ سال 99-1998ء مجلس عاملہ رحمانپورہ میں بطور ناظم صنعت وتجارت خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے۔

ملازمت کے سلسلے میں ریفریشر ٹریننگ کورس میں Attendance Awarded, Chapion`s Certificate, Performance Certificate کے علاوہ بہت سے انعامات بھی حاصل کئے۔

ایمانداری سے کام کرنے کی وجہ سے افسر اور ماتحت سب ان کی عزت کرتے۔ طبیعت میں عاجزی و انکساری تھی۔ ہر ایک سے اپنائیت سے مسکرا کر سلام کر کے حال احوال پوچھتے۔ سامنے والے کا مسئلہ اور دل کا حال سنتے، مسئلے کا حل اور مشورہ بھی دیتے، دلجوئی بھی کرتے۔ سب انہیں شاہ جی کہا کرتے تھے۔ شاہ جی سیلز مین تھے۔ ان کے ایریا میں کوئی اور سیلز مین چلا جاتا تو دکاندار مال نہ لیتے اور کہتے شاہ جی کو بھیجو۔ وجہ بس یہی تھی کہ اپنے مسکراہٹ اور میٹھی زبان سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ آج بھی ان کی یاد میں سب آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

خدا نے بارہا پیسے کے ذریعے آزمایا اور شاہ جی ہمیشہ اس آزمائش میں پورے اترے۔ اکثر دکانداروں کے زائد پیسے ان کے پاس آجاتے تو وہ دوسرے دن ضرور واپس کرتے۔ ایک دفعہ ایک بینک میں سولہ سو (1600) روپے کا چیک کیش کرانے کے لئے گئے۔ کیشئر نے سولہ ہزار (16000) روپیہ ان کے آگے کر دیا۔ شاہ جی نے مسکرا کر کہا، غور سے دیکھیں چیک پر سولہ سو لکھا ہوا ہے سولہ ہزار نہیں۔

ایک دفعہ کسی دکان پر مال دینے کے بعد کیش لینا تھا۔ دکاندار دکان پر موجود نہ تھا۔ دکان کے برابر اس کا گھر تھا۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ سترہ سو روپیہ دے دیں۔ وہ خاتون پڑھی لکھی نہ تھیں۔ انہوں نے کافی سارے ہزار ہزار کے نوٹ آگے کر دیئے۔ شاہ جی نے بتایا مجھے یہ یہ نوٹ دے دیں، جو سترہ سو بنتے ہیں۔ انہوں نے جائز پیسے رکھ کر باقی واپس کر دیئے۔

یہ واقعات بتانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ نیکی کرتے ہوئے ڈرتے ہیں یا نیکی جتا کر اس کا اجر ضائع کر دیتے ہیں۔ خدا نیک نیتی سے کی ہوئی نیکی کبھی ضائع نہیں کرتا۔ خدا تو نیت کے بدلے بھی اجر عطا فرما دیتا ہے۔ خدا نے ہمیشہ شاہ جی کو اپنے حفظ وامان میں رکھا اور ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا۔ بلکہ کبھی کوئی کام نہیں رکا۔ ان کے تمام کام خدا کی قدرت سے ایسے سنورتے چلے جاتے تھے کہ عقل حیران ہوتی تھی۔ کبھی کسی کام کے لئے پریشان نہیں ہوتے تھے، بے فکر رہتے تھے۔ یہی کہتے ہو جائے گا۔

ہر کام اور ہر مسئلے کے حل کے لئے دعا کو اہمیت دیتے تھے کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ ہونا تو ہے مگر دعا اس کے بدنتائج کو ٹال دیتی ہے۔ درود شریف اور استغفار جاری رہتا تھا۔ ایک دفعہ گاڑی چلاتے وقت خرابی پیدا ہوئی، ریڈی ایٹر کا ڈھکنا کھولنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک دم ڈھکن اڑا اور ریڈی ایٹر کا کھولتا ہوا پانی ان کے آدھے چہرے اور بازو اور جسم پر پڑا۔ فوراً ذہن میں درود شریف کے بعد پڑھنے والی دعائیں آئیں تو وہی پڑھنا شروع کر دیں۔ خدا کے فضل سے چہرہ اور جسم اس طرح محفوظ رہے جیسے ٹھنڈا پانی اوپر پڑا ہو۔

ایک دفعہ شاہ جی کو کسی جگہ گن پوائنٹ پر ہینڈز اپ کیا گیا۔ تھوڑی دیر پہلے کیش جمع کروا چکے تھے اس لئے جیبیں خالی تھیں۔ درود شریف اور استغفار کی برکت سے خدا نے فضل فرمایا اور محفوظ رکھا۔ ایک دفعہ ایک دکان میں ذرا دیر سے پہنچے اس وقت تک اس دکاندار کا قتل ہو چکا تھا۔ ہر جمعے کو ایک دکان پر مال دینے جاتے تھے۔ جمعہ پڑھنے کے بعد پہنچے تو اس دکان پر واردات ہو چکی تھی۔ بداخلاق ہمسائے جن کی کسی سے نہ بنتی تھی وہ بھی انہیں سلام کرتے اور یہ مسکرا کر ان کا حال احوال پوچھتے۔ ایک آدمی نے شاہ جی پر جھوٹا الزام لگا کر انہیں نوکری سے نکلوا دیا۔ دوپہر کو اسی آدمی کے ساتھ کھانا کھاتے دیکھ کر لوگ حیران تھے کہ صبح جس نے تمہیں نوکری سے نکلوایا تم اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو۔

بعض ایسے جاننے والے جو کہا کرتے شاہ جی ہمیں آپ سے کام نہ بھی ہو تو اپنی شکل ضرور دکھا دیا کرو۔ آپ کو دیکھ کر دل کو سکون ملتا ہے شاہ جی کو لوگ بابرکت وجود اور برکتی پتھر کہا کرتے تھے۔ جہاں جاب کرتے لوگ کہتے شاہ جی کے آتے ہی برکت پڑ گئی۔ جس دکان میں جاتے وہاں فوراً گاہکوں کا رش لگ جاتا۔ دکاندار خوش ہوتے اور انہیں دکان سے جانے نہ دیتے۔ بہن کے گھر دو سال رہے، ان کی سندھ کی زمینوں سے پیسہ اور پھل آنا شروع ہو گئے۔ ان کی فیکٹری سے پیسہ آیا تو وہ حیران ہوئیں کہ وہاں تو ہمیں پیسہ دینا پڑتا تھا اب وہاں سے پیسے آ رہے ہیں۔ ان کے لاہور آتے ہی ہر سال سندھ کی فصلیں تباہ ہونا شروع ہوئیں کہ انہیں بیچنا پڑا۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی بہت دھیان رکھتے تھے۔ ہر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھتے۔ پاک ناموں والا کاغذ ایک لفافے میں جمع کرتے، نلکے سے پانی کا قطرہ بھی ضائع ہوتا تو بڑی تکلیف محسوس کرتے۔ گھر آتے جاتے ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرتے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی نیکیاں جن کی طرف عام آدمی کا دھیان بھی نہ جاتا ہو انہیں بھی نظرانداز نہ کرتے۔ ہمیشہ کوشش ہوتی کہ ان کی زبان اور وجود سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اپنی زبان کو ہمیشہ دوسروں کے لئے خوشی اور راحت کا باعث بنایا۔ جس نے ان سے چند لمحے بھی ملاقات کی اس پر اتنا گہرا اثر پڑتا کہ وہ ہمیشہ یاد رکھتا۔

خود بھی نماز پڑھتے اور بچوں کو بھی نماز کی تاکید کرتے۔ دفتری اوقات میں جو نمازیں رہ جاتیں رات کو جمع کر کے ضرور پڑھتے۔ نماز کی اہمیت پر ان کے بے حساب تحریریں بچوں کے پاس محفوظ ہیں۔ پہلی اولاد سید رضا ناصر کو خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک وقف نو میں شامل کیا۔ شام کو دفتر سے گھر واپس آتے ہی بیٹے سے پہلا سوال یہی ہوتا کہ آج کتنی نمازیں پڑھیں۔ اگر نہیں پڑھیں تو وجہ بتاؤ۔ مجھے کہا کرتے جب تک یہ نماز نہ پڑھ آئے اسے کھانا نہ دیا کرو۔ نمازوں کے لئے وقت پر بھیجنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تم خدا کے آگے جوابدہ ہو اور تم سب کا نگران میں ہوں اور میں بھی خدا کے آگے جوابدہ ہوں۔

بچوں کو ان کی اچھی تربیت کی خاطر کبھی نرم زبان میں، کبھی سخت لہجے میں لیکچر دیتے تھے۔ جتنا وقت گھر گزارتے بچوں کو نیک نصیحتیں کرتے رہتے۔ برے بھلے کی پہچان بتاتے۔ ہر بچے نے روزنامہ الفضل پڑھا کہ نہیں یہ معلوم کرنے کے لئے حدیث، ملفوظات و مضامین کے بارے میں سوالات کرتے۔ بڑی بیٹی صباحت کو چار سال کی عمر میں جنت دوزخ کے بارے میں بتا رہے تھے تو وہ کہتی چلیں ابی سامان اٹھائیں ہم سب ابھی جنت میں چلتے ہیں۔

چھوٹی بیٹی سیدہ ارفع ناصر سے سب زیادہ پیار اسی وجہ سے کرتے تھے کہ وہ ایک دفعہ کی کہی بات ہمیشہ یاد رکھتی تھی اور کبھی کسی بات پر ضد نہیں کرتی تھی۔ رات کو اسے ہنسا کر اچھی اچھی باتیں سنا کر نماز اور دعائیں سن کر اس کے ساتھ کھیل کر اسے سلایا کرتے تھے کہ وہ فریش ہو کر بھرپور صحت مند نیند کا مزا لے۔ پیدائش کے وقت ارفع کا وزن بہت کم تھا۔ اس لئے اسے آتے جاتے بار بار سلام کرتے اور کہا کرتے کہ سلام بھی سلامتی کی دعا ہے اس سے اس کی صحت پر اچھا اثر پڑے گا۔

شاہ جی کی والدہ ربوہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی لاہور آمد کا پتہ لگتا تو بہت خوش ہوتے۔ تیس چالیس قدم دور شیخ صاحب کے گھر سے والدہ صاحبہ کے لئے چارپائی کمر پر رکھ کر لاتے اور اس خوشی میں نہ اپنے زخمی پیروں کی پرواہ ہوتی، نہ کمر پر نکلے گرمی دانوں کا خیال۔ والدہ کو باہر صحن میں چارپائی پر سلاتے اور خود گرمی میں اندر کمرے میں سوتے۔ ان کے لئے خالص دودھ بازار سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے، انہیں اپنے ہاتھ سے سیب کاٹ کر کھلاتے، ابلے انڈے اپنے ہاتھ سے چھیل کر کھلاتے بے شک دفتر سے لیٹ ہو جاتے، مگر اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت کرتے۔

1997ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد ایک دن گھر آتے ہوئے اندر سے غیبی آواز آئی اب تمہاری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے۔ کچھ دن بعد خواب دیکھا کہ بیگم کو زندہ قبر میں دفن کر دیا۔ اس خواب کی تعبیر مجھے یہ سمجھ آئی کہ یہ مجھ سے پہلے دنیا چھوڑ جائیں گے۔ آنے والے وقت کے بارے میں ان کے منہ سے نکلی بات پیشگوئی کی طرح پوری ہوتی تھی۔ کبھی مستقبل کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کی، نہ کوئی خواب دیکھے۔ کہا کرتے تھے جب بھی مستقبل کے بارے میں سوچتا ہوں تو غیب سے ایک آواز مجھے مطمئن اور پرسکون کر دیتی ہے کہ فکر نہ کرو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ عین وقت پر ان کا ہر بگڑا ہوا کام سنور جاتا تھا۔ ہر کام کا نتیجہ سامنے رکھ کر کام کرتے تھے۔ جھگڑے والی جگہ اور لوگوں سے دور بھاگتے تھے۔ خاموشی اختیار کر لیتے تھے کہ بولنے سے بات بڑھتی ہے۔ دنیا کو خوش رکھنا مشکل، اللہ تو سب جانتا ہے اس پر چھوڑ دو۔

وہ تمام مسائل جن سے ایک عام آدمی کو واسطہ پڑتا ہے ان تمام مسائل کا سامنا بڑے حوصلے اور ہمت سے کرتے تھے۔ وفات سے پہلے تین ماہ سے زائد عرصہ جاب سے فارغ تھے۔ مگر کبھی کوئی مایوسی یا پریشانی کا کلمہ زبان سے نہ نکلا۔ ہمیشہ کی طرح مسکرا کر زندہ دلی سے سب سے ملا کرتے تھے۔

دنیا کا میلہ تھا جو ان کی وفات پر آیا۔ ہر کسی کو ان کے اچانک جانے سے جھٹکا لگا۔ ہر زبان پر ان کی تعریف تھی۔ کبھی کسی کے خلاف ایک جملہ بھی زندگی میں ان کے منہ سے نہ نکلا۔ یکم اپریل 2007ء کو زیارت مرکز کے لئے مہمان کو لے کر گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ترجمۃ القرآن زیر مطالعہ تھا۔ تہجد باجماعت پڑھی۔ وفات کے دن ہفتہ کو فجر کے وقت مجھے جگایا کہ نماز پڑھ لو، پھر خود نماز پڑھنے چلے گئے۔

سید ناصر سعید شاہ کے ایک قریبی دوست ناصر ونیس صاحب بتاتے ہیں کہ مرحوم کا میرے ساتھ

(باقی صفحہ 3 پر)

ماخوذ

2008ء کے نوبیل انعام یافتگان

ڈاکٹر عبدالسلام نے 1979ء میں یہ انعام جیت کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہمارا ملک ذہین اور قابل لوگوں سے خالی نہیں ہے

نوبیل انعام ایک ایسا اعزاز ہے جو اپنے حاصل کنندہ کے ہی نہیں بلکہ اس کی پوری قوم کے وقار میں اضافہ کرتا ہے۔ تمام تر تنازعات اور الزامات کے باوجود یہ انعام آج کسی دنیا میں بلند ترین اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس انعام کی شروعات 1901ء میں ہوئی اور اس کا بانی الفریڈ برن ہارڈ نوبیل تھا، جو 21 اکتوبر 1883ء کو سویڈن کے شہر سٹاک ہوم میں پیدا ہوا۔

الفریڈ نوبیل بنیادی طور پر ایک کیمیکل انجینئر تھا۔ اس کے والد بھی ایک ذہین شخص تھے اور انہوں نے جدید پلائی وڈ کی شیٹ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ نوبیل نے اپنے والد کی سرپرستی میں ابتدائی طور پر محفوظ دھماکہ خیز مواد کی تیاری کے لئے کام شروع کیا تو اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ نائٹروگلیسرین اور دیگر محلولوں پر تجربات کرکے ڈائنامائٹ کے نام سے اپنی ایجاد پیٹنٹ کروائی۔ بہت کم لوگوں کے علم میں ہوگا کہ نوبیل کے نام پر ڈائنامائٹ کے علاوہ لگ بھگ مزید 350 ایجادات پیٹنٹ ہیں جن میں ریشے دار ربڑ، چمڑا اور مصنوعی ریشم جیسی معرکۃ الآراء ایجادات بھی شامل ہیں۔

آج سے ٹھیک 117 سال قبل فرانس کے ایک اخبار نے ایک ایسے شخص کی موت کی خبر اپنے اخبار میں ''موت کے فرشتے کا انتقال'' کی سرخی لگا کر شائع کر دی جو ابھی زندہ تھا۔ درحقیقت موت کا مزہ چکھنے والا وہ فرشتہ نہیں بلکہ نوبیل کا ہم شکل بھائی تھا۔ اخبار کا خیال تھا کہ ڈائنامائٹ بطور گن پاوڈر اور دھماکہ خیز مادے کے استعمال سے جنگوں اور لڑائی جھگڑوں میں انسانی جانوں کے خاتمے کا باعث ہے لہٰذا اس تباہ کاری کو مدنظر رکھتے ہوئے اخبار نے الفریڈ نوبیل کے بھائی کی موت کو نوبیل کی موت سمجھتے ہوئے ''موت کے فرشتے کا انتقال'' کی سرخی چسپاں کی تھی۔ جب الفریڈ نوبیل کی نظر سے یہ خبر گزری تو اسے اپنے بھائی کی موت سے زیادہ اس تصور سے صدمہ ہوا کہ دنیا اسے مرنے کے بعد ایک تباہی پھیلانے والے مادے کے موجد اور موت کے فرشتے کے طور پر یاد رکھے گی جبکہ اس کا خیال تھا کہ ڈائنامائٹ کی ایجاد اصل میں انسانیت کے کام آنے والی دریافت ہے جس کی مدد سے دریاؤں کے رخ موڑے جاسکیں گے، کان کنی کے عمل میں چٹانوں، پہاڑوں کو توڑا جاسکے گا۔ الفریڈ نوبیل بنیادی طور پر حساس اور انسان دوست شخص تھا۔ چنانچہ اسے اپنی ایجاد کا انسانیت کے خلاف استعمال اور بدنامی گوارا نہ تھی اس لئے اس نے نیک نامی کے لئے اپنی تمام تر جائیداد اور مال و دولت کا 99 فیصد حصہ انسانیت کے کام آنے والے شعبوں، طبیعات، کیمیا، طب اور امن میں گرانقدر خدمات سرانجام دینے والی دنیا کی شخصیات کے لئے بطور انعام مختص کر دیا۔ بعد ازاں معاشیات کو بھی ان شعبوں کو شامل کر لیا گیا۔

نوبیل انعام عطا کرنے کی تقریب حسب روایت 10 دسمبر 2008ء جو اس کے بانی الفریڈ نوبیل کا یوم وفات بھی ہے کو سویڈن کے شہر سٹاک ہوم میں منعقد ہوئی۔ نوبیل انعام کی مالیت چودہ لاکھ ڈالر سے اوپر ہوتی ہے جو انفرادی یا کم از کم تین افراد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ سال 2008ء کے ان خوش نصیب ناموں کا اعلان کر دیا گیا ہے جو نوبیل انعام یافتہ ہونے کے حقدار قرار پائے ہیں۔ قارئین کے لئے سال رواں کے انعام یافتگان اور ان کے نوبیل انعام کے مستحق قرار پانے والے کارہائے نمایاں کے بارے میں ضروری تفصیلات پیش خدمت ہیں:۔

امن کا نوبیل انعام

2008ء کے نوبیل امن انعام کا حقدار فن لینڈ کے سابق صدر اور امن مذاکرات کار مارتی آہتی ساری Marti Ahtisaari کو ٹھہرایا گیا ہے۔ ناروے کی نوبیل امن کمیٹی کے مطابق، 71 سالہ آہتی ساری کو یہ انعام گزشتہ تین دہائیوں سے دنیا کے مختلف خطوں میں عالمی تنازعات کے حل کے لئے ان کی خدمات کے لئے دیا گیا ہے۔ نوبیل کمیٹی نے آہتی ساری کی امن کے لئے ان کی خدمات کو نوبیل پیس پرائز کے بانی الفریڈ نوبیل کے خیالات کا تسلسل کہا ہے۔ نوبیل کمیٹی نے مارٹی کی سربراہی میں چلنے والی تنظیم CMI کے کردار کی بھی تعریف کی ہے۔ فن لینڈ کے شہر ہلسنکی میں موجود یہ غیر منافع بخش اور غیر جانبدار تنظیم 2000ء سے کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم حکومتوں، عالمی اداروں بشمول یورپی یونین کو مشورے فراہم کرتی ہے۔

1994ء سے 2000ء تک بطور فن لینڈ کے صدر، مارٹی نے فن لینڈ کو یورپی یونین اور یورو زون کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ گزشتہ سال مارچ میں انہوں نے یورپی یونین کے نمائندے کی حیثیت سے کوسوو تنازع پر سربیا اور البانیا کے مابین امن مذاکرات میں ثالثی کا کردار ادا کیا تھا۔ جہاں آہتی ساری کو امن کے نوبیل انعام پر لوگوں اور عالمی راہنماؤں نے خوشی کا اظہار کیا ہے وہیں سربیا کے مرحوم صدر Slobodan Milosevic کے بھائی Borislav Milosevic نے اس کی شدید مذمت کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ ایک سیاسی فیصلہ ہے۔

طب کا نوبیل انعام

روایتاً نوبیل انعام نوازنے کے سلسلے میں سب سے پہلے طب کے شعبہ میں اہم کام کرنے والے سائنسدانوں کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس سال یہ اعزاز بین الاقوامی معیار کی ریسرچ پر تین یورپی سائنسدانوں اور دو مختلف شعبوں میں دیا گیا ہے۔ ان میں جرمنی کے Harald Zur Hausen اور دو فرانسیسی Barre- Francoise Sinoussi اور Luc Montagnier شامل ہیں۔ جنہوں نے ایڈز مرض کے وائرس کو دریافت کیا تھا۔ نوبیل انعام حاصل کرنے والے جرمن ماہر Hausen کی تحقیق کا محور و مرکز وہ وائرس ہے جو عورتوں کے رحم کے نچلے اور تنگ حصے میں کینسر کا باعث بنتا ہے۔ Hausen جرمن کینسر ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ہائیڈل بوگ کے ایمرائٹس پروفیسر ہیں۔ دوسری جانب طب کا انعام میں حصہ دار بننے والے فرانسیسی محقق Francoise کا سال پیدائش 1947 ہے اور انہوں نے وائرالوجی میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔ وہ پیرس کے پاسچر انسٹیٹیوٹ میں متعدی امراض کی ریگولیشن کے شعبے کے سربراہ ہیں۔ ایڈز وائرس کی دریافت میں شریک دوسرے فرانسیسی محقق Montagnier 1932ء میں پیدا ہوئے تھے اور وہ ورلڈ فاؤنڈیشن برائے ایڈز ریسرچ کے پروفیسر اور ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔

طبیعات کا نوبیل انعام

طب کے نوبیل انعام کی طرح طبیعات (فزکس) کا نوبیل انعام بھی تین سائنسدانوں میں تقسیم ہوا ہے۔ ان میں دو جاپانی اور ایک امریکی ہیں۔ طبیعات کے نوبیل انعام میں جو امریکی سائنسدان ہیں اس کا نام Yoichiro Nambu ہے، جبکہ فزکس کے دو جاپانی سائنسدانوں میں ایک Kobayashi Makoto اور دوسرے Maskawa Toshihide ہیں۔ یہ دونوں سائنسدان بھی عالمی شہرت کے حامل ہیں اور ان کی ریسرچ انتہائی معتبر مانی جاتی ہے۔ ان سائنسدانوں کا کام مادے کے بنیادی ذرہ کوارکس پر ہے۔ یہ ریسرچ ذراتی طبیعات کے زمرے میں آتی ہے۔ امریکی سائنسدان Nambu کا پیدائش کا ملک بھی جاپان ہے اور وہ اب امریکی شہر شکاگو کی یونیورسٹی سے وابستہ ہیں۔ ان کو فزکس کے نوبیل انعام کا آدھا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ آدھا دونوں جاپانی ماہرین طبیعات میں تقسیم ہوگا۔ جاپانی نوبیل انعام یافتہ توشی ہائی ڈی، کیوٹو شہر میں رہتے ہیں اور وہاں کی Kyoto Sangyo University میں نظریاتی طبیعات کے پروفیسر ہیں۔ فزکس کے نوبیل انعام کو مشکل ترین تصور کیا جاتا ہے۔

کیمیا کا نوبیل انعام

میڈیسن اور فزکس کے بعد کیمسٹری (کیمیا) کے نوبیل انعام کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ انعام کے لئے دو امریکی اور ایک جاپانی سائنسدان حقدار قرار پائے ہیں۔ اس بار انعام حاصل کرنے والے تین میں سے ایک جاپانی Osamu Shimomura ہیں اور دو امریکیوں میں ایک Martin Chalfie اور دوسرے Tsieny Roger سائنسدان ہیں۔ ان اصحاب کی کاوش کے تحت سبز چمکیلی پروٹین کی دریافت اور اس کا ارتقا کے بارے میں ادراک ممکن ہو سکا ہے۔ یہ چمکیلا یا پروٹین دماغ کے ساتھ جڑے اعصابی ریشوں اور خلیوں یا سرطان کے خلیوں میں پیش رفت کا سبب بنتے ہیں۔ جاپانی سائنسدان Shimomura کا سن پیدائش 1928ء ہے اور وہ امریکی ریاست میری لینڈ کی مشہور زمانہ میرین بائیولاجیکل لیبارٹری کے ریٹائر پروفیسر ہیں۔ پروفیسر شیمومورا نے شمالی امریکی ساحلوں پر پہنچنے والی جیلی فش کے اندر سے سبز چمکیلے مادے کو علیحدہ کیا تھا۔ کیمیا میں دو امریکیوں میں سے ایک Chalfie ہیں اور وہ 1947ء میں پیدا ہوئے۔ وہ کولمبیا یونیورسٹی نیویارک کے بیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے جیلی فش میں پائے جانے والے مادے کے اندر موجود جینز کے مختلف رویوں پر اپنی تحقیق کو مرکوز کیا۔ دوسری امریکی سائنسدان Tsien ہیں۔ کیمسٹری میں نوبیل انعام حاصل کرنے والوں میں قدرے کم عمر ہیں اور ان کی عمر چھپن برس ہے۔ وہ کیلیفورنیا یونیورسٹی کے سان ڈیگو کیمپس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انہوں نے جیلی فش کے رنگوں کے ساتھ جینیاتی مطالعے کو ایک نئی جہت دی ہے۔

ادب کا نوبیل انعام

2008ء کا نوبیل انعام برائے ادب اس بار فرانسیسی ناول نگار کو دیا گیا ہے۔ جن کا نام Jean Marie Gustave Le Clezio ہے۔ وہ 13 اپریل 1940ء میں فرانسیسی شہر Nice میں پیدا ہوئے تھے۔ 1985ء کے بعد وہ پہلے فرانسیسی ادیب ہیں جن کو نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ سب سے پہلا ادب کا نوبیل انعام بھی ایک فرانسیسی ادیب کو دیا گیا تھا۔ کلیز یو کی اب تک تیس کتابیں چھپ چکی ہیں جن میں ناول اور مضامین شامل ہیں۔ نوبیل انعام حاصل ہونے سے قبل ہی ان کو ایک بڑا ادیب تو مانا جاتا تھا مگر فرانسیسیوں کی ایک انتہائی بڑی تعداد Clezio کو اس دور کا سب سے بڑا فرانسیسی زبان کا ادیب مانتے ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس بار اندازوں کے مطابق انعام اس ادیب کو ملا جس کے نام پر عالمی ادبی حلقے متفق تھے۔

(باقی صفحہ 6 پر)

مکرم احسان علی سندھی صاحب معلم وقف جدید

عبدالمنان کے بعد میر پور خاص اداس ہے

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر پیارے آقا کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب نے جس طرح نبھایا ہے وہ ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات نے جہاں عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کو غم میں مبتلا کیا ہے وہاں غیر از جماعت کو دلی صدمہ سے بھی دوچار کیا ہے۔

وفات کے دن خاکسار کے والد صاحب نے جو کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہیں۔ اس بات کا اظہار کھلے لفظوں میں کچھ غیر از احباب کے ساتھ کیا کہ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی ایک شہزادہ تھا اور ایسے انسان صدیوں بعد جنم لیتے ہیں۔ میر پور خاص ضلع کی غریب عوام ڈاکٹر صاحب کے بعد یتیم ہو گئی ہے۔ خاکسار کی ڈاکٹر صاحب سے پہلی ملاقات 1998ء میں گاؤں عبدالجبار تھیبو میں ہوئی۔ میں اس وقت احمدی نہیں ہوا تھا۔ سردار فتح محمد کے ہاں میری رہائش تھی یہ گاؤں میر پور خاص شہر سے کافی دور ہے اور اس کے قریب کوئی اور شہر بھی نہیں۔ اس وجہ سے یہاں کوئی ڈاکٹر بھی نہیں آتا تھا۔ مجبوراً غریب عوام کو علاج معالجہ کے لئے کافی سفر کر کے شہر جانا پڑتا تھا۔ جس کی ہر شخص میں استطاعت نہ تھی۔ ایک مرتبہ سردار فتح محمد صاحب نے مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب کو ایک دن کے لئے فری کیمپ لگانے کی دعوت دی جو کہ ڈاکٹر صاحب نے قبول کر لی اور کچھ دنوں بعد پروگرام کے مطابق تشریف لائے۔ اپنی گاڑی میں کافی دوائیاں بھی لے آئے یہ غریبوں کے لئے عید کا دن تھا کہ کوئی ان کا مسیحا آ گیا۔ سب کو چیک کرنے کے بعد فری دوائی دی۔ جو افراد زیادہ بیمار تھے ان کو ان کے غریب خانہ پر چل کر دوائی دے آئے۔ غریبوں کے بچوں میں نقدی بھی تقسیم کی۔ ہر غریب سے پیار و محبت سے باتیں کرتے۔ ان کو دلاسہ دیتے۔ ساری گفتگو آپ نے سندھی زبان میں کی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ اسی گاؤں کے ہر گھر کے فرد ہیں اور اس دن ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ میں یہاں ہر حال میں کلینک جاری کرواؤں گا۔ مومن بندہ اپنے وعدہ پر پورا اترتا ہے بس کچھ ہی دنوں میں اس گاؤں میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر آ گئے۔ پھر کیا تھا ہر غریب ڈاکٹر منان صدیقی کو دعائیں دینے لگا آپ بھی گاہے بگاہے چکر لگاتے رہتے۔

مخلوق خدا سے پیار و محبت کرنے والے خدا تعالیٰ کو کتنے پسند ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد سردار فتح محمد صاحب نے کھلے لفظوں میں یہ اظہار کیا کہ اب ہمارا دکھ درد بانٹنے والا اس دنیا میں نہیں رہا۔ میر پور خاص ویران سا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ہمدردی خلق پر ہزاروں غیر از جماعت گواہ ہیں۔

دوسری ملاقات ڈاکٹر صاحب سے احمدی ہونے کے بعد 2000ء میں ڈھولن آباد کلینک میر پور خاص میں ہوئی۔ ناچیز اس دن اپنی والدہ کا چیک اَپ کروانے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب میری امی کو سندھی زبان میں کہنے لگے اماں آپ کے کتنے بیٹے ہیں۔ امی نے کہا آٹھ بیٹے ہیں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا ’’امی آج سے میں آپ کا نواں بیٹا ہوں‘‘ بس ڈاکٹر صاحب نے ایک ہی فقرے میں ہمیں اپنا گرویدہ بنالیا۔ سیٹلائٹ ٹاؤن رہائش سے کھانا منگوا کر ہمیں کھلایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب ہمارے فیملی ممبر بن گئے۔ ملاقاتوں کا سلسلہ جڑتا چلا گیا۔ کبھی ابو ڈاکٹر صاحب سے ملنے چلے جاتے تو کبھی کوئی بھائی۔ ایک مرتبہ میرا بھائی لطف علی جو کہ کافی بیمار ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس علاج کیلئے گیا تو ڈاکٹر صاحب ناراض ہوئے کہ اتنا وقت آپ نے کیوں ضائع کیا۔ مجھ سے رابطہ کیوں نہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب بلا تفریق ہر کسی سے اخلاص کے ساتھ تعاون کرتے۔ ایک دن کلینک پر مسکین شخص آیا ڈاکٹر صاحب کو اپنی ضرورت بتانے لگا۔ ابھی وہ بات کر رہی رہا تھا کہ اتنے میں ڈاکٹر صاحب نے معقول رقم اس کو دے کر خاموش چلے جانے کو کہا۔ اس پر میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا۔ کہ آپ نے خاموش چلے جانے کا کیوں کہا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ کہیں یہ میری ہی تعریف نہ کرتا رہے۔ اس بات سے ڈاکٹر صاحب کی عاجزی و انکساری کا ایک روشن باب کھلتا ہے۔

ایک مرتبہ میرے والد صاحب کی طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ دوائی لینے سے آرام نہ آیا۔ میری ڈیوٹی اس وقت منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ میں تھی۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو فون کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا آپ پریشان نہ ہوں۔ بھائی کو کہو کہ وہ والد صاحب کو میرے پاس لے آئے۔ اسی دن میرے ابو ڈاکٹر صاحب کے پاس آئے تو ڈاکٹر صاحب نے پوری توجہ اور دعا سے ٹریٹ منٹ دی۔ دوسرے دن جب میں پہنچا تو ابو بالکل ٹھیک تھے۔ میں نے کاؤنٹر پر سارے بل ادا کئے جب ہسپتال سے گھر جانے لگے تو ڈاکٹر صاحب نے کاؤنٹر سے ساری رقم لے کر واپس کر دی اور کہنے لگے کہ یہ کلینک میری اماں کے بیٹے کی ہے۔ پیار سے میری والدہ کو اماں پکارتے تھے مجھے ہمیشہ وقف کے بارے میں نصیحت کرتے اور کہتے کہ میں نے وقف اس لئے نہیں کیا کہ شاید میں یہ ذمہ داری نبھا نہ سکوں مگر آپ آج عظیم الشان صدی کے موقع پر عظیم الشان قربانی دے کر ہم سے بھی آگے نکل گئے۔

خاکسار کا رشتہ طے کروانے میں بہت مدد کی۔ جب شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ تو میں ولیمہ کی دعوت دینے گیا۔ تو کہنے لگے میرے کھانے کا انتظام رات کو کرنا۔ کیونکہ میں دن کو مصروف ہوں گا اور میں پوری مجلس عاملہ کے ساتھ آؤں گا۔ میٹنگ بھی ہو جائے گی اور آپ کی دعوت بھی۔ میں نے علیحدہ سے آپ کا اور ممبران مجلس عاملہ کے کھانے کا انتظام کروایا۔ آپ آئے نمازیں ادا کیں۔ میٹنگ ہوئی پھر کھانا کھایا۔ دعا کروانے کے بعد تصاویر بھی بنوائیں۔ بعد میں علیحدہ ہو کر مجھ کو بیس ہزار روپے دیئے اور کہنے لگے یہ تحفہ میں نے آپ کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے منگوایا ہے اور کچھ رقم مزید دی اور کہنے لگے یہ تحفہ میری طرف سے قبول کر لو۔

دعوت الی اللہ کا جوش آپ میں انتہا درجہ کا تھا۔ کہنے لگے معلم صاحب آپ تو پنجاب کے پکے رہائشی ہو گئے ہیں۔ جب آپ سندھ آئیں تو ہمارے لئے کچھ دن علیحدہ وقف کرنا۔ تاکہ جن زمینداروں سے آپ کا تعلق ہے ہم ان سے رابطہ رکھ سکیں اور ہم احمدیت کی حجت پوری کر سکیں۔ اکثر ربوہ میں شوریٰ پر ملاقات ہوتی تو بھی دعوت الی اللہ کے بارے میں نصائح کرتے۔ میری آپ سے آخری ملاقات آپ کی وفات سے چند دن پہلے ہوئی تھی۔ میرا بیٹا شرجیل علی بیمار تھا۔ میں نے فون پر رابطہ کیا تو آپ نے کہا میری اماں کو ضرور لے آئیے گا۔ اس ملاقات میں کہنے لگے اماں میرے لئے اب بہت ہی زیادہ دعا کرنی ہے اس ناچیز کو اس وقت سمجھ نہ آیا۔ مگر آپ کی شہادت کے بعد سارا راز کھل گیا۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو کرتے ہیں سب کچھ اسی پہ نثار

اے عبدالمنان تجھ پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں۔ تو نے خلافت احمدیہ کی دوسری عظیم الشان صدی کے موقع پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ تیرا یہ خون ہرگز ضائع نہیں ہوگا۔ خون کے ہر قطرے کے بدلے عبدالمنان بنتے چلے جائیں گے۔

ہنری چہارم

1037ء میں گریگوری ہفتم پوپ کے منصب پر فائز ہوا تو ہنری چہارم جرمنی پر حکومت کر رہا تھا۔ جب ہنری چہارم نے اصلاحات کا وعدہ پورا نہیں کیا تو دونوں میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ 1076ء میں ایک جانب ہنری نے مذہبی رہنماؤں میں پھوٹ ڈلوا کر گریگوری کی معزولی کا اعلان کر دیا تو دوسری جانب گریگوری نے ہنری چہارم کو دائرہ مذہب سے خارج کر دیا۔

ہنری چہارم نے برافروختہ ہو کر اٹلی پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ 1084ء میں روم پہنچ گیا۔ گریگوری کو شہر چھوڑ کر فرار ہونا پڑا۔ جرمن افواج نے روم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہنری نے پھر گریگوری کی جگہ اپنے بااعتماد پادری، وکٹر دوم کو پوپ بنایا۔ جس نے ہنری چہارم کی مذہبی حیثیت بحال کر کے اس کی تاج پوشی کی رسم انجام دی۔ یہ 1085ء کا واقعہ ہے۔

بقیہ از صفحہ 5۔ نوبل انعام

معاشیات کا نوبیل انعام

اس سال معاشیات کا نوبیل پرائز پال کروگمین Paul Krugman کو دیا گیا ہے۔ پال کروگمین امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں اور وہ ایک نسبتاً کم عمر انعام یافتہ شخص ہیں۔ جو 55 برس کی عمر میں یہ اعزاز حاصل کر سکے ہیں۔ وہ نیویارک ٹائمز کے ایک مشہور و معروف کالم نویس ہیں۔ نوبیل کمیٹی نے انہیں نوبیل پرائز اس بنا پر دیا ہے کہ کروگمین نے اس نظریہ کو کامیابی سے پیش کرنے کی کوشش کی تھی کہ آخر وہ ممالک جن اشیاء کو برآمد کرتے ہیں وہی اشیاء بعد میں درآمد کیوں کرتے ہیں۔ انہوں نے اس نظریہ کو سیدھے سادھے انداز میں اس طرح پیش کیا تھا کہ کئی ممالک بعض اشیاء کو بدلی ہوئی شکل میں اپنے ہاں درآمد کرتے ہیں اور اصلی شکل میں ان اشیاء کو برآمد کرتے ہیں تاکہ دونوں میں کچھ فرق باقی رہے۔ کروگمین کا دوسرا اہم کام، معاشی جیوگرافی میں رہا ہے۔ معیشت کے نوبیل پرائز کا بنیادی طور پر تعلق الفریڈ نوبیل کی وصیت کے تحت نہیں اور اس کی انعامی رقم کا تعلق بھی نوبیل فاؤنڈیشن سے نہیں ہے۔ لیکن یہ انعام بھی نوبیل انعامات کی تقریب کے موقع پر دیا جاتا ہے۔

پاکستان کے مایہ ناز

ڈاکٹر عبدالسلام

1979ء میں پاکستان کے مایہ ناز ڈاکٹر عبدالسلام نے طبیعات کا نوبیل پرائز جیتا تھا۔ جس سے ہمارے ملک پاکستان کے اس نامور سائنسدان اور قوم کا افتخار دنیا میں بلند ہوا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے نوبیل پرائز جیت کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہمارا ملک ذہین اور قابل لوگوں سے خالی نہیں اور ہمیں آج بھی امید ہے کہ مستقبل میں ایک مرتبہ پھر ہمارے ملک کا کوئی فرد نوبیل پرائز ضرور جیتے گا۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 14 دسمبر 2008ء)

ہتھیار درآمد کرنے والے بڑے ملک

1	چین	کل فروخت کا 12 فیصد
2	بھارت	8
3	متحدہ عرب امارات	7
4	یونان	6
5	جنوبی کوریا	5
6	اسرائیل	4
7	مصر	3
8	آسٹریلیا	3
9	ترکی	3
10	امریکہ	2
11	پاکستان	2

(سنڈے ایکسپریس 26 اکتوبر 2008ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم چوہدری فضل احمد خان صاحب افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری ہمشیرہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب سٹیٹ لائف دارالرحمت شرقی بشیر مختصر علالت کے بعد مورخہ 8 فروری 2009ء کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اگلے روز محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے بعد نماز ظہر بیت المہدی میں پڑھائی نیز عام قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹا مکرم چوہدری وقار احمد صاحب حبیب بینک ربوہ، دو بیٹیاں مکرمہ روحی فاروق صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب بسراء لاہور اور مکرمہ ثمرہ افتخار صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کیلئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ جمیلہ رانا صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میری عزیزہ محترمہ بشریٰ جہانگیر مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا جہانگیر بیگ صاحب فیصل آباد میں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ یکم فروری 2009ء کو انتقال کر گئی ہیں۔ آپ کی عمر 48 سال تھی ان کی میت کو لاہور لایا گیا کیونکہ ان کے بہن بھائی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہتے ہیں مکرم ناصر محمود صاحب مربی سلسلہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے بیت الاحد علامہ اقبال ٹاؤن کی گراؤنڈ میں نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان ہانڈو گجر میں تدفین کے بعد مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے دعا کروائی۔ مرحومہ کے والد مکرم مرزا منور بیگ صاحب اور بھائی مکرم مرزا اقدس بیگ صاحب پہلے ہی راہ مولا میں قربان ہو گئے تھے۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بھائی مکرم مظفر بیگ صاحب، مکرم مرزا وسیم بیگ صاحب، مکرم مرزا طاہر بیگ صاحب چار بہنیں محترمہ نصرت صاحبہ، محترمہ رخسانہ صاحبہ، محترمہ نسرین صاحبہ، محترمہ فرح صاحبہ، خاوند مکرم مرزا جہانگیر بیگ صاحب ایک بیٹا سفیر احمد عمر 13 سال اور ایک بیٹی مکرمہ ماریہ صاحبہ چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم نعیم احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل و کرم سے خاکسار کو مورخہ 5 فروری 2009ء کو اہلیہ ثانیہ سے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام انس احمد اذان تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم فضل احمد صاحب گھمن درویش چک نمبر 5 احمد آباد ضلع بدین کا پوتا اور مکرم منظور احمد صاحب چٹھہ ناصر آباد جنوبی ربوہ کا نواسہ ہے بچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ نیک خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم طاہر احمد ملک صاحب وکالت وقف نو تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم عمران احمد صاحب پاکستان نیوی کراچی کو اللہ تعالیٰ نے 10 فروری 2009ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام نعمان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ جو مکرم ملک اللہ بخش صاحب وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کا نواسہ اور مکرم ملک سلطان احمد صاحب آف چک منگلا ضلع سرگودھا حال دارالعلوم جنوبی احد ربوہ کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و تندرستی والی عمر دراز عطا کرے۔ نیک، صالح، خادم دین، دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

تقریب شادی

مکرم راجہ خلیل احمد صاحب کھاریاں ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم شیراز احمد صاحب کی شادی کی تقریب مورخہ 17 دسمبر 2008ء کو منعقد ہوئی بارات کھاریاں شہر سے موضع گولیکی ضلع گجرات گئی۔ نکاح کا اعلان محترمہ عالیہ صدف صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد اصغر صاحب صدر جماعت احمدیہ گولیکی کے ساتھ محترم حنیف احمد ثاقب صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ بچی کی والدہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے بطور صدر ضلع لجنہ اماء اللہ گجرات خدمات کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ اگلے روز مقامی شادی ہال میں دعوت ولیمہ ہوئی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نو بیاہتا جوڑے کو اپنے حفظ و امان میں سدا خوش رکھے۔ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے، خادم دین اولاد اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

خوشحال خان خٹک
پشتو زبان کے عظیم شاعر

خوشحال خان خٹک 3 مئی 1613 کو پشاور کے ایک گاؤں اکوڑ اختک میں پیدا ہوئے۔ ان کا باپ شہباز خان قبیلہ خٹک کا سردار اور مغلوں کی جانب سے علاقہ کا جاگیردار تھا۔ 13 سال کی عمر سے یوسف زئی قبیلے کی جنگوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ 1641ء میں والد کے انتقال کے بعد انہیں قبیلے کا سردار بنایا گیا۔ مختلف معرکوں میں اپنی بہادری کے جوہر دکھانے کے ساتھ پشتو شاعری بھی کرنی شروع کر دی۔ اپنی خوبصورت اور دلکش آواز کے باعث آپ نے پشتو زبان کو بڑی زبانوں کے برابر لا کھڑا کیا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں خوشحال خان کی خودسری کی شکائتیں دربار میں پہنچیں جس پر انہیں گرفتار کر لیا گیا اور 1664ء سے 1669ء تک دہلی اور ''رنتھ مبور'' کے قلعوں میں قید رکھا گیا۔ قید سے رہا ہو کر وطن واپس آئے۔ دل میں مغلوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ چنانچہ یوسف زئی قبیلہ کے ساتھ مل کر شاہی فوجوں پر کئی حملے کئے اور اکثر معرکوں میں مغل افواج کو شدید نقصان پہنچایا۔ لیکن شاہی افواج ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکیں۔ حتیٰ کہ اورنگ زیب کو خود باغی افغانوں کی سرکوبی کے لئے آنا پڑا۔ اورنگ زیب نے باغی قبائل کو کئی شکستیں دیں۔ چنانچہ خوشحال خان خٹک آفریدیوں کے علاقے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ خوشحال خان کا آخری زمانہ بڑی مصیبت اور پریشانی میں گزرا۔ بالآخر اسی علاقہ میں 19 فروری 1689ء کو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ عالم اسلام اور پشتو کے اس عظیم شاعر کو اکوڑہ سے چار میل کی دوری پر دفن کیا گیا۔ خوشحال خان کے تقریباً 40 ہزار سے زائد اشعار نے پشتو شاعری کو بام عروج بخشا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد 250 سے زائد ہے اور ان میں باز نامہ، فضل نامہ، صحت البدن، مثنوی، سوات نامہ، دستار نامہ، فراق نامہ، فرخ نامہ اور بیاض خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے نظم، غزل، مثنوی، قصیدہ، شکاریات غرض مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ سیاسی، عمرانی، مذہبی، اصلاحی، اخلاقی اور عشقیہ غرض ہر قسم کے موضوعات پر 40 ہزار سے زیادہ اشعار لکھے۔

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں ان کا ذکر کیا اور ایک مقام پر ان کی ستائش بطور خاص اس بنا پر کی کہ انہوں نے افغان قبائل کو وحدت ملی میں مدغم ہونے کی دعوت دی تھی۔ ان کی شاعری نے افغان قبائل کی سیاسی بیداری میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ وہ پشتو کے ساتھ ساتھ فارسی اور ہندی میں بھی شاعری کرتے تھے۔ وہ حنفی المذہب تھے اور انہوں نے ''حضرت کاکا صاحب'' کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی۔ انہیں بابائے پشتو بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے دیوان میں 16 ہزار اشعار سجے ہوئے ہیں اور دعوت مطالعہ دیتے ہیں۔ پشتو ادب کی تاریخ ان کے نام اور کام کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہوسکتی۔ خوشحال خان کی کتاب ''باز نامہ'' میں شاہین کے امراض ان کے علاج اور شکار کے علاوہ اس بلند پرواز پرندے کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ''صحت البدن'' میں طب و صحت کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ''فضل نامہ'' میں مذہب اور فقہ کے حوالے سے مسائل بیان کئے گئے۔ ''ہدایہ'' اور ''آئینہ'' میں فقہ کو عربی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ ''سوات نامہ'' میں سوات کی سیر و سیاحت اور قبائل کے بارے میں معلومات ہیں۔ ''دستار نامہ'' ان کی نثر کا خوبصورت شاہکار ہے جس میں تہذیب، سیاست، عمرانیات، فنون لطیفہ اور بہت سے موضوعات پر گفتگو کی ہے۔ ''فراق نامہ'' ان کے ایام اسیری کی منظومات ہیں۔ ''فرخ نامہ'' میں تلوار اور قلم کا مناظرہ بیان کیا گیا ہے۔ ''بیاض'' میں انہوں نے اپنے ذاتی، خاندانی اور قومی حالات کا ذکر کیا ہے۔

خوشحال خان خٹک کے اشعار میں تغزل سے بڑھ کر واقعاتی رنگ ہے اور بیشتر رجزیہ اشعار ہیں جنہیں آج بھی افغان لوگ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ واضح رہے کہ خوشحال خان خٹک کو پشتو زبان میں وہی مقام حاصل ہے جو انگریزی میں شیکسپئر اور جرمنی میں گوئٹے کو حاصل ہے۔

HEART TONIC

دل کے اکثر امراض، دھڑکن، سانس پھولنا، دل کا درد، ضعف، ٹھنڈے پسینے، بے قاعدہ نبض میں بفضل خدا کامیاب دوا۔

قیمت -/50 روپے ڈاکٹروں کو رعایت

بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ 0333-6568240

گیسٹرو۔ایز سیرپ Gastro-EEZ

امراض ہاضمہ و گیس کے دباؤ کے فوری خاتمہ کیلئے ایک حیرت انگیز سیرپ

تیار کردہ: خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

فون: 047-6211538، فیکس: 047-6212382

ویب: www.khurshid.we.bs

ای میل: khurshiddawakhana@gmail.com

سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کینیڈا پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے 3 جولائی 2004ء کو فرمایا:۔

تمہاری خصوصیت ہونی چاہئے کہ تم ہمیشہ سچ بولنے والی ہو۔ کہیں کبھی یہ نہ ہو کہ تمہارا ذاتی مفاد تمہیں سچ سے دور لے جائے۔ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کبھی یہ نہ ہو کہ تم جھوٹ بول جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تم اپنے دعویٰ میں سچی نہیں۔ یہ بیعت کا اقرار جو تم نے کیا ہے تم اس میں سچی نہیں ہوگی۔ یاد رکھیں اگر ماں میں غلط بیانی کی عادت ہوگی تو بچوں میں بھی وہ عادت لاشعوری طور پر پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور پھر جب یہ گندی جاگ لگتی ہے تو باقی نیکیوں کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ تو سچ کے اعلیٰ معیار قائم کریں بلکہ قول سدید سے کام لیں یعنی اس حد تک سچ بولیں کہ کوئی ایسا لفظ بھی آپ کے منہ سے نہ نکلے جس سے کئی مطلب نکالے جا سکتے ہوں، جو ہوشیاری اور چالاکی سے آپ نے ادا کیا ہو تا کہ ضرورت پڑے تو میں اس سے مُکر جاؤں۔ صاف اور کھری بات کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بعض گھریلو مسائل میں بعض ایسی باتیں کی جائیں جو بچوں کو اپنے بڑوں سے پرے ہٹانے والی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ عورتیں بچوں کے سامنے گھر بیٹھ کر ایسی باتیں کر جاتی ہیں کہ جن سے ان کے ساس سسر یا دادا دادی کی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ بات اس طرح نہیں ہوتی جس طرح بیان کی جا رہی ہوتی ہے۔ بلکہ بہو اپنی ناراضگی کی وجہ سے جو اس کو اپنی ساس اور سسر سے ہے توڑ مروڑ کر بات کر رہی ہوتی ہے۔ تو نہ صرف بچوں میں بلکہ جب اس عورت کے میکے میں یہ بات پہنچتی ہے تو پھر دونوں گھروں کے بڑوں میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں، رنجشیں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے سچ یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح تجزیہ کرو۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر وہ برائی کسی بڑے میں ہے بھی تو ضرور اس کا چرچا کیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ فلاں بزرگ میں برائی ہے۔ پردہ پوشی کا بھی حکم ہے، لحاظ کا بھی حکم ہے، اپنے خاندان کی عزت اور وقار رکھنے کا بھی حکم ہے۔ سچ کا یہاں یہ مطلب ہے کہ اگر تمہیں کسی ایسے معاملے میں جو نظام جماعت میں پیش ہوتا ہے یا کہیں بھی پیش ہوتا ہے، اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے یا اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تم اس وجہ سے پریشان نہ ہو یا جھوٹ نہ بولو کہ اس سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے یا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس گواہی کو پھر حوصلے سے دو۔ قرآن کریم میں تو یہ آیا ہے کہ دشمن کے خلاف بھی ایسی گواہی نہ دو یا دشمن قوم بھی تمہیں جھوٹ بولنے پر مجبور نہ کرے۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2005ء)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

خبریں

سوات معاہدہ ہمارے لئے باعث تشویش ہے

نیٹو نے مالاکنڈ میں نظام عدل ریگولیشنز کے نفاذ کے لئے ہونے والے معاہدے پر تشویش کا اظہار کیا ہے جبکہ پاکستان نے کہا ہے کہ جنگجوؤں کو رعایت نہیں دی گئی۔ نیٹو کے ترجمان جیمز اپاتھری نے برسلز میں ایک نیوز کانفرنس میں کہا کہ ہم سب کو ایسی کسی بھی صورتحال پر تشویش ہے جس سے انتہا پسندوں کو محفوظ پناگاہیں میسر آئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں، آیا سوات معاہدے سے نیٹو کا کام مشکل ہو جائے گا تاہم ان کا کہنا تھا کہ یہ یقیناً تشویش کا باعث ہے جبکہ وفاقی وزیر اطلاعات شیری رحمٰن نے کہا ہے کہ معاہدہ حکومتی کمزوری نہیں، ہماری تمام کوششوں کا محور سوات کے عوام ہیں اور اس امر کو معاہدے کی خوبیاں خامیاں دیکھتے ہوئے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پیپلز پارٹی کا اعتزاز احسن کو شوکاز نوٹس، رکنیت معطل

پیپلز پارٹی نے سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن اعتزاز احسن کو شوکاز نوٹس جاری کرتے ہوئے ان کی رکنیت معطل کر دی جبکہ اعتزاز احسن کا کہنا ہے کہ انہیں کوئی نوٹس نہیں ملا۔ ذرائع کے مطابق پیپلز پارٹی نے انہیں پارٹی پالیسی کے خلاف وکلاء تحریک میں سرگرم ہونے پر نوٹس دیا ہے۔

پشاور میں یوسی ناظم کے گھر کے باہر بم دھماکہ 8 افراد جاں بحق

پشاور کے علاقہ بڈھ بیر میں یونین کونسل کے ناظم کے گھر کے باہر کار بم دھماکے میں 2 بچوں سمیت 8 افراد جاں بحق اور یوسی ناظم فہیم الرحمٰن سمیت 16 افراد زخمی ہو گئے۔ ناظم کے لوگوں نے جوابی فائرنگ کر کے فرار ہونے والے دو مبینہ حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا۔ جاں بحق ہونے والوں میں ناظم کے دو محافظ بھی شامل ہیں جبکہ زخمیوں کو فوری طور پر لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور منتقل کر دیا گیا۔ پولیس نے ذرائع کے مطابق گاڑی میں 10 سے 20 کلو میٹر دھماکہ خیز مواد نصب کیا گیا۔

سندھ کے 11 سینیٹرز کی بلا مقابلہ کامیابی کا نوٹیفکیشن جاری

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے سینٹ کے انتخابات میں صوبہ سندھ سے بلا مقابلہ کامیاب ہونے والے گیارہ ارکان کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق بلا مقابلہ کامیاب ہونے والے گیارہ اراکین 11 مارچ 2009ء کو اپنی مدت پوری کرنے والے سینیٹرز کی جگہ لیں گے۔

سینٹ الیکشن کیلئے ن اور ق لیگ میں معاہدہ

پاکستان مسلم لیگ ق نے مرکزی حکومت کی جانب سے سینٹ کے انتخابات میں ہارس ٹریڈنگ کا الزام عائد کرتے ہوئے پنجاب میں مسلم لیگ (ن) سے اتحاد کے بعد سینٹ کیلئے اپنے دو امیدواروں مشاہد حسین اور رازینہ عالم کو دستبردار کرانے کا اعلان کر دیا۔ اتحاد کے حوالے سے میاں نواز شریف کے دل بڑا کرنے پر مشکور ہیں۔ ان خیالات کا اظہار (ق) لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

13 سرکاری اداروں کی نجکاری کی منظوری

کابینہ کی نجکاری کمیٹی نے پاکستان ریلوے، پاکستان پوسٹ اور یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن سمیت 13 سرکاری اداروں کی نجکاری کی منظوری دے دی ہے۔ کمیٹی کا اجلاس وزیر اعظم کے مشیر خزانہ شوکت ترین کی زیر صدارت ہوا جس میں نئی نجکاری پالیسی کی منظوری دی گئی۔ پالیسی کے تحت آئندہ کسی بھی سرکاری ادارے کی نجکاری کیلئے 26 فیصد حصص فروخت کئے جائیں گے اور ادارے کو پبلک پرائیویٹ شراکت داری کے تحت چلایا جائے گا۔

تعطیل

مورخہ 20 فروری 2009ء کو روزنامہ الفضل شائع نہ ہوگا۔ قارئین وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 19۔فروری

طلوع فجر	5:20
طلوع آفتاب	6:45
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	6:00

دَوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرب اَدویہ

زد جام عشق	800/-	شباب آور موتی	400/-
زد جام عشق خاص	6000/-	معجون فلاسفہ	60/-
نواب شاہی	8000/-	حب ہمزاد	50/-
سونے چاندی گولیاں	600/-	تریاق مثانہ	200/-

کامیاب علاج۔ ہمدردانہ مشورہ

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گول بازار ربوہ

047-6212434

فیوچر ریس اکیڈمی ربوہ

داخلہ برائے جونیئر وسینئر نرسری جاری ہے

0332-7057097,047-6213194

اقصیٰ فیبرکس

لیڈیز جینٹس Bonanza® شلوار قمیص جرسیاں

انڈین زنانہ سوٹ، مردانہ کھدر، واش اینڈ ویئر

ریڈی میڈ بچگانہ سوٹ ایک دام۔ مناسب قیمت

اقصیٰ چوک ربوہ 0300-7704339

ضرورت ٹیچنگ سٹاف

برائے ٹوئنکل سٹار اکیڈمی (پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان کیمپس دارالنصر)

نرسری تا اولیول انگلش میڈیم

ہمیں اپنے نیو کیمپس کیلئے سپوکن انگلش میں مہارت رکھنے والی ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ مذکورہ اہلیت کی حامل ٹیچرز اپنی درخواست اور تعلیمی اسناد کے ہمراہ ناصر آباد کیمپس میں رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 6211800-6211872-0333-5298174

FD-10

لاعلاج مریضوں کا علاج

بذریعہ ٹیلی فون کروانے کی سہولت

ڈاکٹرز کیلئے ٹریننگ ورکشاپس

سجاد ہومیو اکیڈمی ربوہ

0334-6372030
047-6212694

طاہر ہومیو پیتھک کنسلٹیشن کلینک

ڈاکٹر مرتضیٰ احمد ایم بی بی ایس K.E ایم ڈی ایران

اللہ کے فضل سے ہر طرح کے پیچیدہ، کرانک اور لاعلاج امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔ مشورہ کیلئے بالمشافہ ملیں یا اپنے مفصل حالات لکھ کر بذریعہ پوسٹ میڈیسن طلب کر سکتے ہیں

D-424 فیصل ٹاؤن لاہور نزد گورمہ بیکرز

0322-4223537 ☎ 042-5221477

اعلان داخلہ

آکسفورڈ اکیڈمی میں انگریزی زبان سیکھنے اور مہارت حاصل کرنے کے لئے نئی کلاس میں داخلہ شروع ہے۔ خواہش مند طلباء وطالبات رابطہ کریں۔ اس کے علاوہ IELTS کی کلاس جاری ہے۔

پروفیسر عامر نثار سید: 0334-3172928

ایڈریس 30/21 دارالنصر وسطی ربوہ

ضرورت سٹاف

● الصادق اکیڈمی بوائز اور گرلز سکول میں سائنس اور انگلش کے مضامین کیلئے مرد اور خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت MSc.BSc معقول تنخواہ دی جائے گی بیرون ربوہ سے ایسے اساتذہ جو ربوہ سیٹل ہونے کے خواہشمند ہوں انہیں رہائش میں مدد فراہم کی جائے گی

● ادارہ میں ایک ڈرائیور کی ضرورت ہے سابقہ فوجی ڈرائیور جو اسلحہ کا لائسنس رکھتا ہو کو ترجیح دی جائے گی۔

● گھریلو ملازم کی بھی ضرورت ہے۔ رہائش کی سہولت دی جائے گی۔ اکیلے میاں بیوی کو ترجیح دی جائے گی۔

مینیجر الصادق اکیڈمی ربوہ

0476-214434-0303-8135944